از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 26 اپریل 1956

کرتار سنگھ و دیگراں

بنام

دی سٹیٹ آف پنجاب

[بھگوتی اور چندر شیکھرا ایئر، جسٹس صاحبان]

پنجاب سیکیورٹی آف دی اسٹیٹ ایکٹ، 1953 (پنجاب ایکٹ XII، سال 1953)، دفعہ 9- جلوس کے ارکان ریاستی حکومت کے وزرا کے خلاف ہتک آمیز نعرے لگا رہے ہیں- دفعہ 9 کے تحت مقدمہ چلانا — آیا جائز ہے۔

اپیل کنندگان موٹر ٹرانسپورٹ کو قومی بنانے کی حکومت پنجاب کی پالیسی کے خلاف احتجاج کے لیے نکالے گئے جلوس کے ارکان تھے اور انہوں نے "جلگو ماما ہائے ہائے (جلگو، ماموں مر جائیں)" اور " کھچر کھوتا ہائے ہائے (خچر و گدھا مر جائے)" کے نعرے لگائے۔ یہ الفاظ بالترتیب وزیر ٹرانسپورٹ اور وزیر اعلی کے خلاف تھے اور ہتک آمیز تھے۔ اپیل گزاروں پر پنجاب سیکیورٹی آف دی اسٹیٹ ایکٹ 1953 کی دفعہ 9 کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور انہیں مجرم قرار دیا گیا۔

حکم ہوا کہ بیانات کو ریاست کی سلامتی یا غیر ملکی ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو کمزور کرنے کے لیے نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی وہ عدالت کی توہین یا ریاست کی سلامتی کے لیے نقصان دہ ہتک کے مترادف ہیں اور نہ ہی وہ ریاست کا تختہ الٹنے کا رجحان رکھتے ہیں اور یہ کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اپیل گزاروں کا عمل امن عامہ، شائستگی یا اخلاقیات کو مجروح کرتا ہے یا عوامی نظم و ضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ جرم کو بھڑکانے کے مترادف ہے اور اس کے نتیجے میں دفعہ 9 کے تحت استغاثہ جائز نہیں تھا۔

عوامی لوگ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ ان کے خلاف کی جانے والی اس طرح کی فحش تنقید اور بدسلوکیوں کو نظر انداز کرنا ان کے وقت کے قابل ہے، بجائے اس کے کہ اس کے ذمہ دار شخص پر مقدمہ چلا کر اس کو اہمیت دی جائے۔

سیمور بنام بٹر ورتھ ([1862] 3 ایف اینڈ ایف 372، 377، 376)، آر بنام سر آر کارڈن ([1879] 5 کیو بی ڈی 1)، کیلی بنام شیر لوک ([1866] ایل آر 1 کیو بی 686، 689 ؛ 35 L.J.Q.B. 209) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 49، سال 1955۔

فوجداری اپیل نمبر 409، سال 1954 میں ایڈیشنل سیشن جج، امرتسر کی عدالت 30 جون 1954 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والے فوجداری ترمیم نمبر 778، سال 1954 میں شملہ میں پنجاب عدالت عالیہ کے 9 جولائی 1954 کے حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

رام داس اور رگھوناتھ پنڈت، اپیل گزاروں کے لیے۔

جندر لال اور پی. جی گوکھلے، مدعا علیہ کی طرف سے۔

26.1956 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ بھگوتی جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت کے ساتھ اس اپیل میں پنجاب سیکیورٹی آف دی اسٹیٹ ایکٹ، 1953 (پنجاب ایکٹ XII، سال 1953) کی دفعہ 9 کی تشریح شامل ہے، جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا جاتا ہے۔

اپیل گزار امرتسر ڈسٹرکٹ موٹر یونین کے رکن تھے جس نے 23 مارچ 1954 کو حکومت پنجاب کی موٹر ٹرانسپورٹ کو قومی بنانے کی پالیسی کے خلاف احتجاج کے لیے جلوس نکالا تھا۔ جلوس گل پارک سے شروع ہوا اور اسے لاریوں اور جیپوں پر لے جایا گیا۔ یہ چترا ٹاکیز کے قریب رک گئی اور پھر پیدل چلنا شروع کر دیا۔ جب یہ پربھات اسٹوڈیو کے قریب پہنچا تو اپیل گزاروں نے "جگلو ماما ہائے ہائے (جگلو، ماموں مر جائیں)" اور " کھچر کھوتا ہائے ہائے (خچر مر جائے)" کے نعرے لگائے۔ پہلا نعرہ ریاست پنجاب کے وزیر ٹرانسپورٹ عزت ماب شری جگت نارائن کے خلاف اور

دوسرا نعرہ ریاست پنجاب کے وزیر اعلی عزت ماب شری بھیم سین سچر کے خلاف لگایا گیا تھا۔ ان نعروں کو بلند کرنا قابل اعتراض سمجھا گیا اور اپیل گزاروں پر عدالت مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، امر تسر میں الزام عائد کیا گیا:- "کہ آپ نے امر تسر میں 23 مارچ 1954 کو یا اس کے آس پاس ایک جلوس کے رکن ہوتے ہوئے "جگلو ماما ہائے ہائے" "کھچر کھو تا ہائے ہائے" کے نعرے لگائے جو غیر مہذب ہونے کے علاوہ بدنامی کے مترادف تھا اور ریاست کی سلامتی اور امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ تھا اور اس طرح سیکیورٹی آف دی اسٹیٹ ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کیا۔

اپیل گزاروں نے قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی اور مقدمہ چلانے کا دعوی کیا۔ انہوں نے دفاع میں بھی ثبوت پیش کیے۔ تاہم، فاضل مجسٹریٹ نے دفاع پر یقین نہیں کیا اور استغاثہ کے شواہد کو قبول کرتے ہوئے پایا کہ اپیل گزاروں نے یہ نعرے لگائے تھے۔ فاضل مجسٹریٹ کی رائے میں، یہ نعرے در حقیقت وزیر ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب کے وزیر اعلی پر پھینکے گئے گالی گلوچ تھے جو غیر مہذب ہونے کے علاوہ بدنامی کے مترادف تھے اور امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ تھے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے عدالت ایڈیشنل سیشن جج امر تسر کے سامنے کی گئی اپیل ناکام رہی۔ فاضل ایڈیشنل سیشن جج نے اپیل گزاروں کے خلاف بھی پایا اور مشاہدہ کیا کہ نعرے انتہائی قابل اعتراض تھے اور وہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 9 کے دائرے میں آتے ہیں، کہ ان نعروں کو بلند کرنے سے اپیل گزاروں نے عوامی نظم وضبط کے ساتھ ساتھ شائستگی کو بھی مجروح کیا اور وہ ہتک کے مترادف ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپیل گزاروں کی سزا اور 3 ماہ کی قید بامشقت کی سزا کو برقرار رکھا جو کہ فاضل مجسٹریٹ نے ان پر عائد کی تھی۔

اپیل گزاروں نے شملہ میں ریاست پنجاب کے لیے بااختیار عدالتِ عالیہ کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کی لیکن اسے فاضل چیف جسٹس نے مختصر طور پر مسترد کر دیا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں نے اپیل کرنے کے لیے اس عدالت سے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دی اور اسے حاصل کیا اور اسی کے مطابق اپیل ہمارے سامنے سماعت اور حتمی تصفیے کے لیے آئی ہے۔

ریکارڈ پر موجود شواہد کے مطابق، اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل کنندگان جلوس کے رکن تھے اور انہوں نے وزیر ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب کے وزیر اعلی کے خلاف یہ نعرے لگائے تھے۔ تاہم سوال یہ ہے کہ کیا ان نعروں کو بلند کرتے ہوئے انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت جرم کیا۔ ایکٹ کی دفعہ 9 مندرجہ ذیل ہے:-

"9. جو بھی ہو-

(a) کوئی تقریر کرتا ہے، یا

(b) الفاظ کے ذریعے، چاہے وہ بولی گئی ہو یا لکھی گئی ہو، یا نشانیوں کے ذریعے یا نظر آنے والی یا قابل سماعت نمائندگی کے ذریعے یا بصورت دیگر کوئی بیان، افواہ یا رپورٹ شائع کرتی ہے،

اگر ایسی تقریر، بیان، افواہ یا رپورٹ ریاست کی سلامتی، غیر ملکی ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاقیات کو مجروح کرتی ہے، یا عدالت کی توہین، بدنامی یا ریاست کی سلامتی یا امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ جرم کے لیے اکسانے کے مترادف ہے، یا ریاست کا تختہ الٹنے کا رجحان رکھتی ہے، تو اس کی سزا تین سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سے ہو سکتی ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپیل گزاروں نے الفاظ کے ذریعے وزیر ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب کے وزیر اعلی کے حوالے سے بیانات شائع کیے۔ اپیل گزاروں کے وکیل نے ہمارے سامنے ایک بے سود دلیل پیش کی کہ یہ شرط پوری نہیں ہوئی لیکن ہمیں اس پر غور کرنے کے لیے رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے عزم کے لیے واحد سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کے بیانات (1) ریاست کی سلامتی، غیر ملکی ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاقیات کو مجروح کرتے ہیں یا (2) عدالت کی توہین، بدنامی یا ریاست کی سلامتی یا امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ جرم کے لیے اکسانے کے مترادف ہیں، یا (3) ریاست کا تختہ الٹنے کا رجحان رکھتے ہیں۔

اپیل کنندگان بلاشبہ حکومت پنجاب کی موٹر ٹرانسپورٹ کو قومی بنانے کی پالیسی سے متاثر ہوئے اور وزیر ٹرانسپورٹ اور وزیر اعلی واقعی اس پالیسی کی سرپرستی کے ذمہ دار تھے۔ اس لیے ان کی سرزنش ان دونوں افراد کے خلاف تھی اور جس مظاہرے کو اپیل گزاروں نے اس پالیسی کے خلاف قرار دیا تھا، اس میں انہوں نے ان کے خلاف پر تشدد تاثرات کا اظہار کیا اور جو نعرے انہوں نے

لگائے، ان میں ایسے تاثرات کا استعمال کیا جو یقینی طور پر قابل اعتراض تھے۔"جگلو ماما ہائے ہائے" کے نعرے کا ترجمہ "جگلو، جس کی بہن میرے والد کی بیوی ہے، مر گیا ہے، اس پر افسوس ہے" کے طور پر کیا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے وزیر ٹرانسپورٹ کے خلاف ایک فحش بد سلوکی تھی۔" کھچر کھوتا ہائے ہائے" کے نعرے کا ترجمہ "خچر و گدھا مر گیا ہے، اس پر افسوس ہے" کے طور پر کیا جا سکتا ہے اور اس کی ہدایت پنجاب حکومت کے وزیر اعلی عزت ماب شری بھیم سین سچر کے خلاف کی گئی تھی، جن کے نام سچر کو خچر میں خچر کے طور پر نقش کیا گیا تھا اور اسے کھوتا، ایک گدھے کے ساتھ بھی ملایا گیا تھا۔ یہ ایک بار پھر وزیر اعلی، پنجاب حکومت کے خلاف کی جانے والی ایک فحش گالی تھی۔

اس سلسلے میں اپیل گزاروں کے طرز عمل کو بالکل جائز نہیں ٹھہرایا جا سکا۔ وزیر ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب کے وزیر اعلی کے خلاف ان کی شکایات جو بھی ہوں، وہ انہیں مہذب اور باوقار انداز میں ظاہر کرنے کے حقدار تھے اور وہ یقینی طور پر ان افراد کے خلاف اس طرح کی فحش گالیاں دینے میں جائز نہیں تھے چاہے وہ اپیل گزاروں کے مفاد کے لیے کتنا ہی نقصان دہ کیوں نہ ہو، ان کی طرف سے سپانسر کردہ قومی موٹر ٹرانسپورٹ کی پالیسی ہو سکتی تھی۔ کسی بھی مہذب شہری کو اس طرح کے نعرے نہیں لگانے چاہئیں تھے اور ریاستی حکام اپیل گزاروں کے خلاف کارروائی میں اپنے حقوق کے مطابق تھے۔

تاہم، ریاستی حکام کی راہ میں دشواری یہ ہے کہ انہوں نے اپنی دادرسائی کو غلط سمجھا۔

ریاست کے ایک ذمہ دار شہری کا رویہ کتنا ہی اشتعال انگیز اور غیر مہذب کیوں نہ ہو، اپیل کنندگان کے خلاف جو الزام لگایا گیا تھا وہ ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت تھا اور استغاثہ کے کامیاب ہونے سے پہلے انہیں نہ صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ اپیل گزاروں نے جو کچھ کیا وہ شائستگی کے خلاف تھا اور ان افراد کی توہین کرتا تھا بلکہ ایسا بھی تھا کہ اس سے امن عامہ کو نقصان پہنچا۔ شائستگی یا اخلاقیات یا یہ امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لئے نقصان دہ جرم پر اکسانے کے مترادف تھا۔ ریاست کے فاضل وکیل نے بالکل صحیح طور پر تسلیم کیا کہ ان بیانات کو ریاست کی سلامتی یا غیر ملکی ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو کمزور کرنے کے لیے نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی وہ عدالت کی توہین یا ریاست کی سلامتی کے لیے نقصان دہ ہتک کے مترادف ہیں اور نہ ہی ان کا رجحان ریاست کا تختہ الٹنے کا ہے۔ یہ نعرے چاہے کتنے ہی قابل مذمت ہوں، ان کا یقینی طور پر ایسا اثر نہیں پڑے گا۔ اپیل گزاروں کی

طرف سے کہے گئے ان نعروں کو قانون کی دفعہ 9 کی شرارت کے دائرے میں لانے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے ہمارے سامنے زور دیا کہ بیانات عوامی نظم و ضبط، شائستگی یا اخلاقیات کو مجروح کرتے ہیں اور یہ کہ وہ عوامی نظم وضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ جرم کے لیے اکسانے کے مترادف ہیں۔ اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے ہمیں رام راکھا، گواہِ استغاشیہ 2، سب انسپکٹر، CID کے ثبوت کی طرف اشارہ کیا، جو جلوس کے ساتھ تھے:-

"وہاں عوام کی کافی تعداد تھی اور وہ ان نعروں پر ناراض تھے۔ پولیس کے پاس کافی انتظامات تھے اور اگر کوئی انتظام نہ ہوتا تو تنازعہ ہو سکتا تھا۔"

گواہِ استغاشیہ 3 کے گوردت سنگھ کا بھی ثبوت موجود تھا:-

"جلوس کے ساتھ عوام کے اور بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔ لوگوں نے ان نعروں کو برا سمجھا اور سندر سنگھ، گواہِ استغاشیہ 4:-

"عوام کے اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ ان نعروں کا عوام پر برا اثر پڑا۔"

یہ مشاہدہ کرنا اہم ہے کہ سب انسپکٹر رام راکھا کی ابتدائی رپورٹ اور ان کی تیار کردہ ڈائری رپورٹ میں بھی ان کی طرف سے عوام کے ارکان کے ان نعروں پر ناراض ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ دو دیگر گواہ گوردت سنگھ، گواہِ استغاشیہ 3 اور سندر سنگھ، گواہِ استغاشیہ 4، کو ان کے جرح میں دکھایا گیا کہ وہ تحقیقات میں پولیس کے ساتھی تھے جو وہ جاری رکھتے تھے اور بالکل بھی اعتبار کے لائق نہیں تھے۔ لہٰذا، اپیل گزاروں کی طرف سے کہے گئے ان نعروں پر عوام کے اراکین کے ناراض ہونے کے حوالے سے یہ بیانات بدنام ہونے کے قابل تھے۔ یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ عوام کے کچھ ارکان جو پربھات اسٹوڈیو کے قریب جمع ہوئے تھے، ان نعروں سے ناراض ہوئے اور انہیں بیمار کر دیا، یہ عوامی نظم وضبط، شائستگی یا اخلاقیات کو مجروح کرنے یا عوامی نظم وضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ جرم پر اکسانے کے لیے اس ناراضگی سے بہت دور ہے۔ عوامی نظم و ضبط کی بحالی کے لیے متعصبانہ واحد جرم جس کے بارے میں اس تناظر میں سوچا جا سکتا تھا وہ فساد تھا اور اس نتیجے کا جواز پیش کرنے کے لیے ریکارڈ پر ذرا بھی ثبوت موجود نہیں ہے کہ اپیل کنندگان کی طرف سے وزیر ٹرانسپورٹ اور وزیر اعلی کے خلاف ان نعروں کے اظہار کا اثر، لیکن پولیس کے انتظامات کے لیے،

امن عامہ کو کمزور کرنے کا باعث بنا یا فسادات کا باعث بنا جو یقینی طور پر امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصبانہ ہو گا۔ غیر مہذب اور فحش اگرچہ یہ نعرے وزیر ٹرانسپورٹ اور پنجاب حکومت کے وزیر اعلی کے خلاف تھے، لیکن اپیل کنند گان جو قومی موٹر ٹرانسپورٹ کی اسکیم کے خلاف احتجاج کرنے والے جلوس کے ممبر تھے، ان کے اس بیان کو معاشرے کے اس طبقے کی شائستگی یا اخلاقیات کو کمزور کرنے کے لیے شاید ہی شمار کیا گیا تھا جس سے اپیل کنند گان آزادانہ طور پر اس طرح کی فحش گالیوں میں ملوث ہونے کے عادی ہو گئے تھے اور سننے والے افراد پر اس کا ذرا بھی اثر نہیں پڑا۔

یہ نعرے یقینی طور پر وزیر ٹرانسپورٹ اور پنجاب حکومت کے وزیر اعلی کی بدنامی کے تھے لیکن اس شکایت کا ازالہ ان افراد کے لیے ذاتی تھا اور ریاستی حکام قانون کی دفعہ 9 کا سہارا لے کر ان کی طرف سے تب تک سرزنش نہیں کر سکتے جب تک کہ ان افراد کی بدنامی ریاست کی سلامتی یا امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ جہاں تک ان افراد کا تعلق ہے، انہوں نے ان فحش بدسلوکیوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے پوری چیز کو اپنے نوٹس کے تحت سمجھا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا طرز عمل جمہوریت کی بہترین روایات کے مطابق تھا۔ "جو لوگ کسی عوامی عہدے کو پر کرتے ہیں ان پر کیے گئے تبصروں کے حوالے سے ان کی جلد زیادہ پتلی نہیں ہونی چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ عوامی مردوں پر ایسے مشاہدات کیے جاتے جن کے بارے میں وہ دل کی گہرائیوں سے جانتے ہیں کہ وہ ناجائز اور غیر منصفانہ تھے۔ پھر بھی انہیں ان کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے اور ایک وقت کے لیے غلط فہمی کا شکار ہونا چاہیے" (پر کاک برن، چیف جسٹس سیمور بنام بٹر ورتھ ([1]) میں اور آر بنام سر آر کارڈن ([2])) میں ججوں کا فرمان دیکھیں۔ "جو بھی کسی عوامی عہدے کو پر کرتا ہے وہ خود کو اس کے لیے کھلا رکھتا ہے۔ اسے حملے کو اپنے دفتر کے لیے ضروری، اگرچہ ناخوشگوار، ضمیمہ کے طور پر قبول کرنا چاہیے" (پر برام ویل، بی، کیلی بنام شرلاک (3) میں)۔ ایسے عہدوں پر فائز عوامی افراد یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ ان کے خلاف کی جانے والی اس طرح کی فحش تنقید اور بدسلوکیوں کو نظر انداز کرنا ان کے وقت کے قابل ہے بجائے اس کے کہ اس کے ذمہ دار افراد پر مقدمہ چلا کر اس کو اہمیت دی جائے۔

اس طرح وزیر ٹرانسپورٹ اور پنجاب حکومت کے وزیر اعلیٰ کے طرز عمل کی تعریف کرتے ہوئے، ہم یہ مشاہدہ کرنے میں مدد نہیں کر سکتے کہ ریاستی حکام نے اپیل کنندگان کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت مقدمہ چلانے کے لیے جو قدم اٹھایا وہ بلاجواز تھا کیونکہ اپیل کنندگان کے ذریعے کہے گئے نعرے مذکورہ بالا حالات میں اس دفعہ کی شرارت میں نہیں آتے تھے۔

جیسا کہ ہم ان نعروں کو بلند کرنے میں اپیل گزاروں کے طرز عمل کی مذمت کرتے ہیں، ہم یہ محسوس کرنے میں مدد نہیں کر سکتے کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اپیل گزار اس جرم کے مجرم تھے جس کے ساتھ ان پر الزام عائد کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں اپیل گزاروں کی اپیل کی اجازت دی جائے گی، ان کی الزامات اور سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جائے گا اور انہیں فوری طور پر آزاد کر دیا جائے گا۔ ہم صرف امید کرتے ہیں کہ یہاں ہماری طرف سے کیے گئے مشاہدات اپیل گزاروں کے لیے آنکھیں کھولنے والے ہوں گے اور وہ مستقبل میں خود سے بہتر سلوک کریں گے۔